http://www.NastaliqOnline.ir

سورة الدهر

آیات ۱ - ۷

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

هَلۡ اَتٰى عَلَى الۡاِنۡسَانِ حِيۡنٌ مِّنَ الدَّهۡرِ لَمۡ يَكُنۡ شَيۡـًٔـا مَّذۡكُوۡرًا ۝۱
اِنَّا خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنۡ نُّطۡفَةٍ اَمۡشَاجٍ ۖ نَّبۡتَلِيۡهِ فَجَعَلۡنٰهُ سَمِيۡعًا
بَصِيۡرًا ۝۲ اِنَّا هَدَيۡنٰهُ السَّبِيۡلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوۡرًا ۝۳
اِنَّاۤ اَعۡتَدۡنَا لِلۡكٰفِرِيۡنَ سَلٰسِلَاۡ وَاَغۡلٰلًا وَّسَعِيۡرًا ۝۴
اِنَّ الۡاَبۡرَارَ يَشۡرَبُوۡنَ مِنۡ كَاۡسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوۡرًا ۚ ۝۵
عَيۡنًا يَّشۡرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوۡنَهَا تَفۡجِيۡرًا ۝۶
يُوۡفُوۡنَ بِالنَّذۡرِ وَيَخَافُوۡنَ يَوۡمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسۡتَطِيۡرًا ۝۷

مطالعہ حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
تَعِسَ عَبْدُ الدِّينَارِ وَالدِّرْهَمِ وَالْقَطِيفَةِ وَالْخَمِيصَةِ
إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ وَإِنْ لَمْ يُعْطَ لَمْ يَرْضَ - كتاب الرقاق صحيح البخاری

ابوہریرہ (رض) نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

دینار و درہم کے بندے، عمدہ ریشمی چادروں کے بندے، سیاہ کملی کے بندے، تباہ ہوگئے کہ اگر انہیں دیا جائے تو وہ خوش ہو جاتے ہیں اور اگر نہ دیا جائے تو ناراض رہتے ہیں۔

سورة الدهر

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ الم تَنْزِيلُ السَّجْدَةَ وَهَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ

جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 506 اور سنن دارمی: جلد اول: حدیث نمبر 1498

سعید بن جبیر، ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں سورۃ السجدہ اور **سورۃ الدھر** (وَهَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ) پڑھا کرتے تھے

سورة الدهر

پہلا حصہ 1-4

انسان کو آزادی اختیار سے نوازا گیا

دوسرا حصہ 5-22

شکر کرنیوالوں نیک لوگوں کی دس خصوصیات اور پندرہ انعامات

تیسرا حصہ 23-26

شکر گذار لوگ بد عمل، بد کردار قیادت کی اطاعت نہیں کر سکتے

چوتھا حصہ 26 -27

منکرین اور کافرین کے انکار کی وجہ نقد اور عاجلہ دنیا کی محبت

پانچواں حصہ 29-31

شاکرین اور کافرین کا انجام ایک جیسا نہ ہوگا

سورة الدهر

مرکزی
مضمون

انسان کو آزادئ اختیار حاصل ہے
اسکو شکرگذار بن کرآزادی کا صحیح
استعمال کرنا چاہیئے اور اسلام کا صحیح
راستہ السبیل اختیار کرنا چاہیئے ایسے
لوگوں کیلیئے اللہ کے ہاں بے حد
انعام، بدکردار ناشکروں کی اطاعت
سے اجتناب

- اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر سمع و بصر کی جو صلاحیت رکھی ہے اسکا بدیہی تقاضا :
  - اس کو خیر و شر کے درمیان فرق کرنے میں استعمال کرے
  - اپنی ان اعلیٰ صلاحیتوں کا حق پہچانے اور اپنے رب کا شکر گذار بنے
  - جنھوں نے اسکا حق نہ پہچانا اور اپنے رب سے کفر (ناشکری) کی - ان اندھے لوگوں کے لیئے جزاوسزا کا عمل ایک فطری تقاضا

- زمانۂ نزول
  - ابتدائی 22 آیات قیام مکہ کے ابتدائی دور (3-0 نبوی) میں نازل ہوئیں – جب اسلام کی دعوت خفیہ تھی (اسی دور میں سورۃ القیامہ اور سورۃ النباء نازل ہوئیں
  - آخری 9 آیات اعلان عام کے بعد ۴ نبوی میں نازل ہوئیں (جن میں قریشی قیادت پر فرد جرم عائد کی گئ (اٰثِمًا ، کَفُوْرًا) انکی اطاعت سے منع کیا گیا
  - یہ قیادت نقد (دنیا) کی محبت میں گرفتار اور قیامت کی ہولناکی سے غافل ہیں

مضامین کی خصوصیات

- اس سورۃ میں کفر کے انجام کو 3 الفاظ میں بیان کیا گیا ہے
- شکر کے انعامات کا تذکرہ بہت تفصیل سے
- اس سورۃ میں نیک اور بد کردار قیادت کا موازنہ کیا گیا ہے
- نیک قیادت اللہ کی محبت اور خوفِ آخرت میں مسکینوں اور یتیموں کو کھانا کھلاتی ہے
- بد کردار، فاسق و فاجر قیادت – خود پرست، دنیادار، آخرت فراموش

کلیدی مضامین اور اہم الفاظ

- اسلام کا صحیح راستہ (السبیل)
- سبیل کا لفظ - سورۃ کے شروع میں بھی اور آخر میں بھی (آیت 3 اور 29)
- انسان کو مذہب کی آزادی کا بنیادی حق (Freedom of Faith) دیا گیا
- اس آزادی کی بنیاد پر چاہے تو وہ رب کا شکر گذار بنے چاہے تو ناشکرا
- (آیت 3) إِنَّ هَذِهِ تَذْكِرَةٌ فَمَن شَاءَ اتَّخَذَ إِلَى رَبِّهِ سَبِيلًا
- اس مضمون کو آخر میں پھر دہرایا گیا ہے

- اس سورۃ میں نیک لوگوں کیلیئے بہت سے الفاظ شاکر،ابرار،عباد اللہ
- بد کردار لوگوں کی لیئے بھی بہت سے الفاظ ... کافر، کفور، الظالمین

هَلْ أَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا ۝١

هَلْ - بیشک

○ یہاں هل استفہام تقریری* ہے جو قد (بے شک) کے معنوں میں

أَتٰى - آیا

أَتَى يَأْتِي ، إِتْيانًا آنا، آجانا، آپہنچنا

عَلَى الْاِنْسَانِ - انسان پر

حِيْنٌ - ایک وقت

حِيْن قرآن میں وقت کے لیئے 5 الفاظ میں سے ایک

○ حِيْن غیر معین وقت

مِّنَ الدَّهْرِ - زمانے میں (سے)

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا ①

- دَھْر: زمانے کی ایک قسم کے لیئے مخصوص لفظ
- جب سے کائنات شروع ہوئی اس وقت سے لیکر اس کے اختتام تک کا وقت - (زمانۂ کائنات) - مجازی معنی : طویل زمانہ
- اردو میں : دہر (زمانہ)، دہریا* (زمانہ ہی کو خدا تصور کرنے والا)
- فرقہ دہریہ: جو نظریہ رکھے کہ کائنات ہمیشہ سے ہے اسکا کوئی خالق نہیں

لَمْ يَكُنْ - نہ تھا وہ

شَيْـًٔا - کوئی چیز

مَّذْكُوْرًا - قابل ذکر مذکور : ذکر کیا گیا

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ
شَيْــًٔا مَّذْكُوْرًا ①

بے شک انسان پر زمانے میں ایک ایسا وقت بھی آ چکا
ہے کہ وہ کوئی چیز قابل ذکر نہ تھی

Has there not been over Man a long period of Time, when he was nothing - (not even) mentioned?

آیت 1

- اس آیت میں کیئے گئے سوال سے مقصود انسان سے صرف یہی اقرار کرانا نہیں ہے کہ فی الواقع اس پر ایک وقت ایسا گزرا ہے، بلکہ اسے یہ سوچنے پر مجبور کرنا بھی ہے کہ جس خدا نے اس کی تخلیق کا آغاز ایسی حقیر سی حالت سے کرکے اسے پورا انسان بنا کھڑا کیا وہ آخر اسے دوبارہ پیدا کرنے سے کیوں عاجز ہوگا ؟
- حِيۡنٌ مِّنَ الدَّهۡرِ : کلام کا مدعا یہ ہے کہ اس لامتناہی زمانے کے اندر ایک طویل مدت تو ایسی گزری ہے جب سرے سے نوع انسانی ہی موجود نہ تھی۔ پھر اس میں ایک وقت ایسا آیا جب انسان نام کی ایک نوع کا آغاز کیا گیا۔ اور اسی زمانے کے اندر ہر شخص پر ایک ایسا وقت آیا ہے جب اسے عدم سے وجود میں لانے کی ابتدا کی گئ

آیت 1

- **لم یکن شیئا مذکوراً**، یعنی اس وقت وہ کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا
- اس کا ایک حصہ باپ کے نطفے میں ایک خورد بینی کیڑے (Sperm) کی شکل میں اور دوسرا حصہ ماں کے نطفے میں ایک خورد بینی بیضے (ovum) کی شکل میں موجود تھا
- پھر استقرار حمل کے وقت ان دونوں کے ملنے سے جو ابتدائی خلیہ (Cell) وجود میں آتا ہے وہ ایک ایسا ذرہ بے مقدار ہوتا ہے کہ بہت طاقتور خورد بین ہی سے نظر آسکتا ہے کہ اس حقیر سی ابتداء سے نشوو نما پا کر کوئی انسان اگر بنے گا بھی تو وہ کس قدو قامت، کس شکل و صورت، کس قابلیت اور شخصیت کا انسان ہوگا۔ یہی مطلب ہے اس ارشاد کا کہ اس وقت وہ کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا اگرچہ انسان ہونے کی حیثیت سے اس کے وجود کا آغاز ہو گیا تھا۔

إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ أَمْشَاجٍ ۖ

إِنَّا - بیشک

خَلَقْنَا - ہم نے پیدا کیا ہے

الْإِنْسَانَ - انسان کو

مِنْ نُّطْفَةٍ - ایک نطفہ سے

أَمْشَاجٍ - مخلوط (مرکب ـ ملا ہوا)

- مادہ* م ش ج مَشَجَ يَمْشُجُ، مَشْجًا خلط ملط کرنا، ملانا
- دو ہم جنس چیزوں کا مل کر ایک ہو جانا
- مَشِيج (اور مشج بھی) واحد - أَمْشَاج جمع

نَّبۡتَلِيۡهِ فَجَعَلۡنٰهُ سَمِيۡعًاۢ بَصِيۡرًا ۝٢

نَّبۡتَلِيۡهِ - ہم آزمائش کریں اس کی

- مادہ ب ل و
- اِبتَلٰی یَبۡتَلِي ، ابۡتِلاءً آزمانا (VIII - افتعال)
- اردو میں : بلا (مصیبت)، ابتلاء (آزمائش)، مبتلاء

فَجَعَلۡنٰهُ - پھر بنادیا ہم نے اسے

سَمِيۡعًا - سنتا ہوا (سننے والا)

بَصِيۡرًا - دیکھتا ہوا (دیکھنے والا)

إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن نُّطْفَةٍ أَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيهِ
فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا ﴿٢﴾

ہم نے انسان کو ایک مخلوط نطفے سے پیدا کیا تاکہ اس کا امتحان
لیں اور اِس غرض کے لیے ہم نے اسے سننے اور دیکھنے والا بنایا

Verily We created Man from a drop of mingled sperm, in order to try him: So We gave him (the gifts), of Hearing and Sight.

آیت 2

- یہ آیت دنیا میں انسان اور انسان کے لیے دنیا کی اصل حیثیت بتا رہی ہے
- **انسان** - درختوں اور جانوروں کی طرح نہیں ہے کہ اس کا مقصد تخلیق یہیں پورا ہو جائے اور قانون فطرت کے مطابق ایک مدت تک اپنے حصے کا کام کر کے وہ یہیں مر کر فنا ہو جائے
- یہ دنیا انسان کے لیے نہ دار العذاب ہے، جیسا کہ راہب سمجھتے ہیں، نہ دار الجزا ہے جیسا کہ تناسخ کے قائلین سمجھتے ہیں، نہ چراگاہ اور تفریگاہ ہے، جیسا کہ مادہ پرست سمجھتے ہیں اور نہ رزم گاہ، جیسا کہ ڈارون اور مارکس کے پیرو سمجھتے ہیں، بلکہ دراصل یہ اس کے لیے ایک **امتحان گاہ** ہے
- یہ جو اسے عمر دی گئی ہے دراصل یہ اس امتحان کا وقت ہے جو اسے دیا گیا

آیت 2

- جو قوتیں، صلاحیتیں، حیثیتیں اور تصرف کے ذرائع اسے دیئے گئے ہیں سب اصل میں امتحان کے بے شمار پرچے ہیں، اور زندگی کے آخری سانس تک اس امتحان کا سلسلہ جاری ہے
- ان کا نتیجہ دنیا میں نہیں بلکہ آخرت میں اس کے تمام پرچوں کو جانچ کر یہ فیصلہ ہونا ہے کہ وہ کامیاب ہوا ہے یا ناکام
- اس کی کامیابی و ناکامی کا سارا انحصار اس پر ہے کہ اس نے اپنے آپ کو کیا سمجھتے ہوئے یہاں کام کیا
- انسان کو سننے دیکھنے والا بنایا۔ سننے اور دیکھنے سے مراد یہاں سماعت اور بینائی کی وہ قوتیں نہیں ہیں جو حیوانات کو بھی دی گئی ہیں

آیت 2

- سمیع و بصیر سے مراد وہ ذرائع ہیں جن سے انسان علم حاصل کرتا اور پھر اس سے نتائج اخذ کرتا ہے
- لہٰذا یہ کہنے کے بعد کہ انسان کو پیدا کر کے ہم اس کا امتحان لینا چاہتے تھے یہ ارشاد فرمانا کہ اسی غرض کے لیے ہم نے اسے سمیع و بصیر بنایا، دراصل یہ معنی رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے علم اور عقل کی طاقتیں دیں تاکہ وہ امتحان دینے کے قابل ہو سکے
- اگر مقصود کلام یہ نہ ہو اور سمیع و بصیر بنانے کا مطلب محض سماعت و بینائی کی قوتیں رکھنے والا ہی ہو تو ایک اندھا اور بہرا آدمی تو پھر امتحان سے مستثنیٰ ہو جاتا ہے حالانکہ جب تک کوئی علم و عقل سے بالکل محروم نہ ہو، امتحان سے اس کے مستثنیٰ ہونے کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا

إِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ۝٣

اِنَّا - بیشک ہم

هَدَيْنٰهُ - دکھایا ہم نے اسے

السَّبِيْلَ - راستہ

اِمَّا - خواہ

شَاكِرًا - شکر کرنے والا (بنے)

وَّاِمَّا - خواہ

كَفُوْرًا - ناشکری کرنے والا

هَدَى يَهْدِي ، هِدَايةً...دکھانا ، سیدھی راہ دکھانا، رہنمائی کرنا

اِمَّا دو چیزوں میں سے ہر ایک بتانے کے لیئے تکرار کے ساتھ آتا ہے

اِنَّا هَدَيۡنٰهُ السَّبِيۡلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوۡرًا ۝٣

هم نے اسے راستہ دکھا دیا، خواہ شکر کرنے والا بنے یا
کفر کرنے والا

Surely We showed him the Way: whether he be grateful or ungrateful (rests on his will)

آیت 3

- اللہ نے اسے محض علم و عقل کی قوتیں دے کر ہی نہیں چھوڑ دیا، بلکہ ساتھ ساتھ اس کی رہنمائی بھی کی تاکہ اسے معلوم ہو جائے کہ شکر کا راستہ کونسا ہے اور کفر کا راستہ کونسا، اور اس کے بعد جو راستہ بھی وہ اختیار کرے اس کا ذمہ دار وہ خود ہو
- قرآن میں یہ مضمون کئی مقامات پہ بیان کیا گیا ہے
- اللہ نے اس رہنمائی کی بھی کئی صورتیں رکھ دی ہیں

1. انسان کو علم و عقل کی صلاحیتیں دینے کے ساتھ ایک اخلاقی حس بھی دی گئی ہے جس کی بدولت وہ فطری طور پر بھلائی اور برائی میں امتیاز کرتا ہے
2. ہر انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے ضمیر (نفس لوامہ) نام کی ایک چیز رکھ دی ہے جو اسے ہر اس موقع پر ٹوکتی ہے جب وہ کوئی برائی کرے یا کرنیوالا ہو

آیت 3

- اللہ نے انسان کے لیئے رہنمائی کی جو صورتیں رکھ دی ہیں

3. انسان کے اندر اور کائنات میں پھیلی ہوئی ان گنت نشانیاں قیامت، آخرت اور حساب کتاب پہ دلالت کر رہی ہیں

4. انسان کی اپنی زندگی میں، اس کی ہم عصر دنیا میں، اور اس سے پہلے گزری تاریخ میں بے شمار واقعات جو ثابت کرتے ہیں کہ ایک بالاتر حکومت اس پر اور ساری کائنات پر فرمانروائی کر رہی ہے جس کے آگے وہ بالکل بے بس ہے، جس کی مشیت ہر چیز پر غالب اور جسکی مدد کا وہ محتاج ہے

5. انسان کی عقل اور اس کی فطرت قطعی طور پر حکم لگاتی ہے کہ جرم کی سزا اور عمدہ خدمات کا صلہ ملنا ضروری ہے

6. اللہ تعالیٰ نے انسان کی رہنمائی کے لیے دنیا میں انبیاء بھیجے اور کتابیں نازل کیں جن میں صاف صاف بتا دیا گیا کہ شکر کی راہ کون سی ہے اور کفر کی راہ کونسی اور ان دونوں راہوں پر چلنے کے نتائج کیا ہیں۔

اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَاۡ وَ اَغْلٰلًا وَّ سَعِيْرًا ۝۴

اِنَّآ - بیشک ہم نے

اَعْتَدْنَا - ہم نے تیار کر رکھا ہے

لِلْكٰفِرِيْنَ - کافروں کے لیے

سَلٰسِلَاۡ - زنجیریں

یہ فعل نہیں بلکہ اسم ہے تاہم اسکی تفصیل ذیل میں ہے

- مادہ س ل س ل
- سَلْسَلَ يُسَلْسِلُ ، سِلْسِلَةً کسی چیز کا بار بار وقوع پزیر ہونا
- اس مادے اور لفظ میں تکرارِ حروف تکرارِ معانی کا باعث ہیں
- سلسله (جمع سَلٰسِل) ۔ زنجیر (کہ اس میں کَڑیوں کی تکرار ہے)
- اردو میں : سلسلہ، سلاسل، تسلسل، مسلسل

اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَاۡ وَ اَغْلٰلًا وَّ سَعِيْرًا ④

وَ اَغْلٰلًا - اور طوق

- غُلّ جمع اَغْلال Iron collars
- غُلّ (اَغْلال): ہر وہ چیز جس سے کسی کے اعضاء کو جکڑ کر اسکے وسط میں باندھ دیا جائے (مف)
- اسکا اطلاق ہتھکڑی (Handcuff) بیڑیاں (shackles) اور طوق (Iron collars) سب پر ہوتا ہے

وَّ سَعِيْرًا - اور بھڑکتی آگ

اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَاۡ وَ اَغْلٰلًا وَّ سَعِيْرًا ④

کفر کرنے والوں کے لیے ہم نے زنجیریں اور طوق اور بھڑکتی ہوئی آگ مہیا کر رکھی ہے

For the Rejecters we have prepared chains, yokes, and a blazing Fire.

اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ۚ ۵

اِنَّ - یقینا

الْاَبْرَارَ - نیک لوگ بَارٌّ کی جمع بَرَّ يَبِرُّ نیک ہونا

يَشْرَبُوْنَ - (وہ) پئیں گے

مِنْ كَاْسٍ - پیالے (جام) سے

كَانَ - ہے

مِزَاجُهَا - جسکی آمیزش

○ مَزَجَ يَمْزُجُ کسی مشروب میں دوسری چیز ملانا

اِنَّ الۡاَبۡرَارَ یَشۡرَبُوۡنَ مِنۡ کَاۡسٍ کَانَ مِزَاجُہَا کَافُوۡرًا ۚ ﴿۵﴾

- ملائی جانے والی چیز مزاج کہلاتی ہے
- ملاوٹ کے اس عمل کو امتزاج کیا جاتا ہے
- قرآن میں اہل جنت کے مشروبات میں تین مزاج (admixture) کا ذکر
- کافور، تسنیم اور زنجبیل
- اردو میں : مزاج (انسان کی وہ کیفیت جو مختلف عناصر کے ملنے سے پیدا ہوتی ہے)، امتزاج

کَافُوۡرًا - کافور camphor

- ایک سفید خوشبودار مادہ جو کافور نامی درخت سے نکلتا ہے

إِنَّ الْأَبْرَارَ يَشْرَبُونَ مِن كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا
كَافُورًا ۚ ﴿٥﴾

نیک لوگ (جنت میں) شراب کے ایسے ساغر پئیں
گے جن میں آب کافور کی آمیزش ہو گی

As to the Righteous, they shall drink of a Cup (of Wine) mixed with Kafur,

آیت 5

- کافروں کے مقابل میں شاکر بندوں کے صلہ کا بیان ہوا ہے اور ان کو 'ابرار' سے تعبیر فرمایا ہے
- لفظ 'شکر' کی اصل حیثیت نعمت کے حق کو پہچاننا اور اس کو ادا کرنا ہے۔ان دونوں میں واضح قدر مشترک موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کے جو بندے اُس کی نعمتوں کا حق پہچانتے اور اس کو ادا کرتے ہیں وہی دراصل اس کے وفادار بندے ہیں
- علماء کے نزدیک کافور جنت کے ایک چشمہ کا نام ہے۔ ان کا خیال ہے کہ شراب میں لذت وکیف بڑھانے کے لیے اس چشمہ کا پانی شامل کیا جائیگا
- ان کیفیات کی تفصیلات متشابہات میں سے ہیں۔ اللہ کے شکر اور مطیع بندوں پر انعام واکرام کی بارش ہو گی (اللھم جعلنا منھم)

عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا ۝٦

عَيْنًا - ایک چشمہ ہے

يَّشْرَبُ - پئیں گے

بِهَا - اس سے

عِبَادُ اللّٰهِ - اللہ کے بندے

يُفَجِّرُوْنَهَا - وہ جاری کریں گے اس کو (بہا کر لے جائیں گے اسے)

تَفْجِيْرًا - جاری (کرنے کا جیسا حق ہے)

- فَجَّرَ يُفَجِّرُ، تَفْجِيْرًا پھاڑ نکالنا، رستہ یا گذرگاہ بنانا، پانی نکل بہنے دینا
- تفجیر (مصدر) دوبارہ لایا گیا ہے تاکید کے لیئے (معروف قرآنی اسلوب)

عَيۡنًا يَّشۡرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوۡنَهَا تَفۡجِيۡرًا ﴿٦﴾

- عباد اللہ (اللہ کے بندے) یا عباد الرحمٰن (رحمٰن کے بندے) کے الفاظ اگرچہ لغوی طور پر تمام انسانوں کے لیے استعمال ہو سکتے ہیں، کیونکہ سب ہی خدا کے بندے ہیں، لیکن قرآن میں جہاں بھی یہ الفاظ آئے ہیں ان سے نیک بندے ہی مراد ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو بندگی سے خارج کر رکھا ہو، اس قابل نہیں ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ اپنے اسم گرامی کی طرف منسوب کرتے ہوئے عباد اللہ یا عبدالرحمٰن کے معزز خطاب سے نوازے
- اللہ کے بندے جنت کے اندر اپنے مکانوں اور محلات میں اوپر نیچے جہاں چاہیں گے اشارہ سے لے جائیں گے بلندی یا پستی یا اس قسم کی کوئی اور چیز اس میں رکاوٹ نہ بن سکے گی

عَيۡنًا يَّشۡرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوۡنَهَا تَفۡجِيۡرًا ۝٦

یہ ایک چشمہ ہے جس میں سے اللہ کے بندے پئیں گے اور
اس میں سے (چھوٹی چھوٹی) نہریں نکال لیں گے

A Fountain where the Devotees of Allah do drink, making it flow in unstinted abundance.

يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا ﴿٧﴾

يُوفُونَ - وہ پوری کرتے ہیں ماده و ف ي

- وَفى يَفِي ، وَفاءً پورا کرنا، وفا کرنا
- اردو میں: وفا، ایفاء، وفات، متوفی

بِالنَّذْرِ - (اپنی) نذریں

وَيَخَافُونَ - اور ڈرتے ہیں

يَوْمًا - ایک ایسے دن سے

كَانَ - ہوگا

شَرُّهُ - شر جس کا (اس کی برائی - اسکی ہولناکی)

يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا ﴿٧﴾

مُسْتَطِيرًا - پھیل جانے والا ہے

(X استفعال)

- مادہ ط ي ر اِسْتَطَارَ يَسْتَطِيْرُ۔ طول و عرض میں پھیلنا
- مُسْتَطِيْرُ طول عرض میں پھیل جانے والا (فاعل)
- طیر (پرندہ)- مستطیر - منتشر پرندوں کے اڑ جانے کے تصور سے
- اگرچہ طیران کے معنیٰ اُڑنا ہے لیکن مجازاً کبھی اس سے مراد سرعت رفتار اور کبھی منتشر ہونا اور پھیلنا (پرندوں اور انکے اُڑنے کی کیفیات)
- اردو میں: طائر، طیور، طیار (اُڑنے والا) اب اردو میں اس لفظ کو ت سے (تیار) لکھا جاتا ہے

يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ
مُسْتَطِيرًا ۝٧

یہ وہ لوگ ہونگے جو (دنیا میں) نذر پوری کرتے ہیں،
اور اُس دن سے ڈرتے ہیں جس کی آفت ہر طرف پھیلی
ہوئی ہوگی

They perform (their) vows, and they fear a Day whose evil flies far and wide.

آیت 7

فقہا کے نزدیک نذر کی قسمیں

1. آدمی اللہ سے یہ عہد کرے کہ وہ اسکی رضا کی خاطر فلاں نیک کام کریگا
2. وہ اس بات کی نذر مانے کہ اگر اللہ نے میری فلاں حاجت پوری کردی تو میں شکرانے میں فلاں نیک کام کروں گا - یہ دونوں پوری کرنا واجب
3. آدمی کوئی ناجائز کام کرنے یا کوئی واجب کام نہ کرنے کا عہد کرلے
4. آدمی کوئی مباح کام کرنے کو اپنے اوپر لازم کرلے، یا کوئی مستحب کام نہ کرنے کا کوئی خلاف کام کرنے کا عہد کرلے

- ان دونوں قسموں کی نذروں کو فقہاء کی اصطلاح میں نذر لجاج (جہالت اور جھگڑالوپن اور ضد کی نذر) کہتے ہیں۔

آیت 7

- تیسری قسم کی نذر کے متعلق اتفاق ہے کہ وہ منعقد ہی نہیں ہوتی
- چوتھی قسم کے متعلق فقہاء میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اسے پورا کرنا چاہیے۔ بعض کہتے ہیں کہ قسم توڑنے کا کفارہ ادا کر دینا چاہیے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ آدمی کو اختیار ہے، خواہ نذر پوری کر دے، یا کفارہ دے
- احادیث میں نبیؐ نے ایسی نذر ماننے سے منع فرمایا ہے جو یہ سمجھتے ہوئے مانی جائے کہ اس سے تقدیر بدل جائے گی، یا جس میں کوئی نیک کام اللہ کی رضا کے لیے بطور شکر کرنے کے بجائے آدمی اللہ تعالیٰ کو بطور معاوضہ یہ پیشکش کرے کہ آپ میرا یہ کام کر دیں تو میں آپ کے لیے فلاں نیک کام کر دوں گا
- نذر کے معاملہ میں ایک اور قاعدہ رسول اللہ ﷺ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ صرف وہ نذر پوری کرنی چاہیے جو اللہ کی اطاعت میں ہو۔

آیت 7

- اللہ کی نافرمانی کرنے کی نذر ہرگز پوری نہیں کرنی چاہیے۔ اسی طرح ایسی چیز میں کوئی نذر نہیں ہے جس کا آدمی مالک نہ ہو، یا ایسے کام میں کوئی نذر نہیں ہے جو انسان کے بس میں نہ ہو۔
- جس کام میں بجائے خود کوئی نیکی نہیں ہے اور آدمی نے خواہ مخواہ کسی فضول کام، ناقابل برداشت مشقت یا محض تعذیب نفس کو نیکی سمجھ کر اپنے اوپر لازم کرلیا ہو اس کی نذر پوری نہیں کرنی چاہیے
- دین اسلام کے اندر نذر کے بارے میں Encyclopedic Note ملاحذہ فرمائیں تفہیم القرآن سورۃ الدھر آیت ۷ کی تفسیر میں

آیت 7

- ایک اللہ کی عبادت واطاعت کرتے ہیں نذر بھی مانتے ہیں تو اسی کے لیے اور پھر اسے پورا کرتے ہیں
- ان کامیاب ہونے والے نیک لوگوں کی چند صفات بیان کی جارہی ہیں
- اب ظاہر ہے کہ جو شخص اپنے واجب کردہ عہد کو پورا کرنے کا اس قدر خیال رکھتا ہے وہ اللہ کے عہد کو پورا کرنے کا بدرجہ اولیٰ خیال رکھے گا۔
- اس دن سے ڈرتے ہوئے محرمات اور معصیات کا ارتکاب نہیں کرتے
- برائی پھیل جانے کا مطلب ہے کہ اس روز اللہ کی گرفت سے صرف وہی بچے گا جسے اللہ اپنے دامن عفو ورحمت میں ڈھانک لے گا۔ باقی سب اس کے شر کی لپیٹ میں ہونگے (والعیاذ باللہ الذی لاالہٰ)